سوال

(92) قبر پرستوں کے بارے میں شرعی حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ہمارے ہاں قبر پرستی عام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو قبر پرستوں کا دفاع کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ مسلمان ہیں اور جہالت کی وجہ سے معذور ہیں، لہٰذا انہیں اپنی بیٹیوں کا رشتہ دینے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ حضرات ان کے کفر کے قائلین کو بدعتی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سے بدعتیوں والا سلوک کیا جانا چاہیئے، بلکہ وہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ آپ بھی قبر پرستوں کو ان کی جہالت کی وجہ سے معذور سمجھتے ہیں، کیونکہ نے غباشی نامی ایک شخص کے تحریر کردہ ایک پمفلٹ کی تائید کی ہے جس میں اس نے قبر پرستوں کو معذور کہا ہے۔ لہٰذا جناب والا سے درخواست ہے کہ اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ کن معاملات میں جہالت اور لاعلمی کو عذر قرار دیا جاسکتا ہے اور کن امور میں نہیں؟ مزید برآں اس موضوع پر کچھ اہم کتابوں کی طرف راہنمائی فرمائیں، جن کی طرف اس مسئلہ میں رجوع کیا جاسکے۔ جناب کی بہت نوازش ہوگی۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علی رسول الله، أما بعد!

کسی شخص کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ دینی مسائل میں بے علمی کی بنا پر اسے معذور قرار دیا جائے یا نہیں اس کا دارومدار اس بات پر بھی ہے کہ اسے یہ مسئلہ کماحقہ پہنچایا جا چکا ہے یا نہیں اور اس بات پر بھی کہ مسئلہ کس حد تک واضح ہے اور کس حد تک اس میں غموض اور اخفاء پایا جاتا ہے اور اس بات پر بھی کہ کسی شخص میں اس مسئلہ کو سمجھنے کی استعداد کس قدر ہے۔ اس لئے جو شخص کسی تکلیف یا مصیبت کو دور کرنے کیلئے قبروں میں مدفون افراد سے فریاد کرتا ہے اسے وضاحت سے بتایا جانا چاہیئے کہ یہ شرک ہے اور اس پر اس حد تک تمام حجت ہونا چاہیئے کہ تبلیغ کا فرض ادا ہو جائے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ شخص قبر پرستی پر اصرار کرے تو وہ مشرک ہے، اس سے دنیا میں غیر مسلموں والا سلوک کیا جائے اور اگر اسی عقیدہ پر مرجائے تو آخرت میں سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (النساء ۴ ۱۶۵)

''(ہم نے) خوشخبری دینے اور تنبیہ کرنے کیلئے رسول (بھیجے) تاکہ رسولوں (کے آنے) کے بعد لوگوں کے پاس (حق کو قبول نہ کرنے کی) کوئی حجت باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔''

مزید فرمایا:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (اسراء ۱۷ ۱۵)

''اور ہم عذاب نہیں کرتی حتی کہ رسول بھیج دیں۔''

اور فرمایا :

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ (الانعام ۶ ۱۹)

''(اے نبی! آپ فرمادیں) میری طرف یہ قرآن وحی کے ذریعے بھیجا گیا ہےتاکہ اس کے ساتھ میں تم کو بھی (اللہ کے عذاب سے) ڈراؤں اور (ان کو بھی) جن تک یہ (پیغام) پہنچے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ اس امت کا کوئی یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سن لے (یعنی اسے معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے) پھر اس (دین) پر ایمان لائے بغیر مرجائے جو (دین) مجھے دے کر بھیجا گیا ہے تو وہ ضرور جہنمی ہوگا۔'' [1]

اس حدیث کو امام مسلم علیہ السلام نے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات اور احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مواخذہ تبھی ہوسکتا ہے جب کسی کو وضاحت سے خبر دی جاچکی ہو اور اس پر حجت قائم ہوچکی ہو۔ جو شخص کسی ایسے ملک میں رہتا ہے جہاں وہ اسلام کی دعوت کے متعلق سنتا ہے، پھر وہ ایمان نہیں لاتا اور نہ اہل حق سے مل کر حق معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ اسے دعوت پہنچی ہو اور وہ پھر بھی کفر پر اڑا رہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ٔبیان کردہ مذکورہ بالاحدیث اس مسئلہ کی تائید میں پش کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا وہ قصہ بھی دلیل بن سکتا ہے جب سامری نے انہیں گمراہ کردیا تھا اور وہ بچھڑا پوجنے لگے تھے۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ٔاللہ سے ہم کلام ہونے کے لئے جاتے وقت اپنے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے۔ جب ہارون علیہ السلام نے انہیں بچھڑے کی پوجا سے منع کیا تو انہوں نے کہا :

قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ (طہٰ ۲۰ ۹۱)

''ہم تو اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے حتیٰ کہ موسیٰ واپس ہمارے پاس آجائے۔''

انہوں نے شرک کی طرف بلانے والے کی بات مان لی اور توحید کی دعوت دینے والے کی بات ماننے سے انکار کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شرک اور دھوکے کی بات مان لینے میں معذور قرار نہیں دیا کیونکہ توحید کی دعوت موجود تھی اور موسی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید پر بھی کوئی طویل زمانہ نہیں گزرا تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے جہنمیوں سے جھگڑے اور شیطان کے ان سے اظہار برائت کا واقعہ بیان کیا ہے، اس سے بھی مذکورہ بالا موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (ابراہیم ۱۴ ۲۲)

''جب معاملہ کا فیصلہ ہوجائے گا شیطان کہے گا'' بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا اور پھر وعدہ خلافی کی۔ میرا تم پر کوئی زور نہیں تھا مگر میں نے تمہیں (گمراہی کی طرف) بلایا، تم نے میری بات مان لی۔ تو (اب) مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ کو ملامت کرو۔ میں تمہیں مصیبت سے چھڑا سکتا ہوں نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو۔ اس

سے پہلے (دنیا میں) تم جو مجھے (اللہ کا) شریک بناتے رہو ہو (کہ اللہ کے احکام کو چھوڑ کر میری باتیں مانتے رہے ہو) ٗ میں اس کا انکار کرتا ہوں ۔ بے شک ظالموں ہی کیلیئے اذیت ناک سزا ہے ۔ ''

انہوں نے شیطان کے وعدے کو سچ مان لیا تھا، شیطان نے ان کے سامنے جھوٹ کو سچ کے رنگ میں پش کیا اور شرک جیسے گھناؤنے جرم کو خوبصورت بنا کر پش کیا اور وہ اس کے پیچھے لگ گئے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اس معاملے میں معذور قرار نہیں دیا۔ کیونکہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر اس شخص کے لئے عظیم ثواب کا سچا وعدہ موجود تھا جو اس وعدے کی تصدیق کر کے اس کی شریعت قبول کر لے اور اس کے مطابق سیدھے راستے پر گامزن ہو جائے ۔

جن علاقوں میں مسلمانوں کی کثیر تعداد موجود ہے، ان کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے رہنے والوں کو دو گروہ اپنی اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ایک گروہ طرح طرح کی شرکیہ اور غیر شرکیہ بدعات کی طرف بلا رہا ہے ۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے اور اپنی بدعت کو عام کرنے کیلیئے ضعیف حدیثوں اور عجیب و غریب قصے کہانیاں کا سہارا لیتا ہے اور انہیں دلکش انداز سے بیان کر کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے ۔ دوسرا گروہ وہ حق اور ہدایت کیطرف بلاتا ہے اور اس کے بارے میں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلائل پش کرتا ہے اور فریق مخالف کے دعووں کی غلطی اور فریب کو واضح کرتا ہے ۔ اس فریق کی افرادی تعداد کم ہی ہو۔ کیونکہ حق بیان کرنے میں دلیل کا اعتبار ہوتا ہے کثرت تعداد کا نہیں ۔ جو شخص سمجھ بوجھ رکھتا ہے اور اس قسم کے علاقے میں رہائش پذیر ہے، وہ اہل حق کی باتیں سن کر حق کو پہچان سکتا ہے ۔ بشرطیکہ وہ تلاش حق کی کوشش کرے، خواہشات نفسانی اور عصبیت سے بچ کر رہے، دولت مندوں کی دولت اور سرداروں کی سرداری دیکھ کر دھوکہ نہ کھائے، اس کے غور و فکر کا معیار درست ہو، عقل و فہم سے دست بردار نہ ہو چکا ہو۔ یعنی ان لوگوں میں شامل نہ ہو جن کی کیفیت ان آیات مبارکہ میں بیان ہوئی ہے :

اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۚ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا (الاحزاب ۳۳ ۶۴ ـ ۶۸)

'' اللہ نے کافروں کو یقیناً دھتکار دیا ہے اور ان کیلیئے بھڑکتی آگ (جہنم) تیار کی ہے، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ۔ انہیں کوئی دوست ملے گا نہ مددگار۔ جس دن آگ میں ان کے چہرے ادھر ادھر (الٹ پلٹ) کئے جائیں گے ۔ (اس دن) وہ کہیں گے '' کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی! کہیں گے! '' اے ہمارے مالک! ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا۔ اے ہمارے رب! انہیں دگنا عذاب دے اور انہیں بڑی لعنت کر۔ ''

البتہ جو شخص غیر اسلامی ملک میں رہتا ہے اور اس نے اسلام قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ نہیں سنا، تو اگر فرض کریں کہ ایسا کوئی شخص موجود ہے تو اس کا حکم اہل فترت کی طرح ہے (جو ایسے زمانے میں تھے کہ سابقہ نبی کی تعلیمات فراموش کی جا چکی تھیں اور نیا نبی ابھی مبعوث نہیں ہوا تھا) مسلمان علماء کا فرض ہے کہ اسے دین اسلام کے عقائد اور اعمال کی تعلیم دیں تاکہ اس پر حجت قائم ہو اور اس کا عذر ختم ہو جائے ۔ قیامت کے دن ایسے شخص سے وہی معاملہ کیا جائے گا اور ان افراد سے کیا جائے گا جو دنیا میں جنون یا کم سنی وغیرہ کی وجہ سے مکلف ہی نہیں تھے ۔ باقی رہے وہ شرعی احکام جو عام لوگوں کے لئے واضح نہیں ہوتے مثلاً ان میں وجہ دلالت بہت خفی ہے یا دلائل بظاہر باہم متعارض ہیں اور ترجیح میں علماء مختلف آراء رکھتے ہیں، تو اس قسم کے مسائل میں اختلاف کرنے والے پر ایمان یا کفر کا حکم نہیں لگایا جاتا۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے صحیح کہا اور اس سے غلطی ہوئی وہ عند اللہ معذور ہے اور اسے اجتہاد کا ثواب ملے گا اور جس کا اجتہاد صحیح ہو گا اسے دگنا ثواب ملے گا ۔ اس قسم کے مسائل سمجھنے اور اس کا ترجمہ کرنے کی صلاحیت میں تفاوت پایا جاتا ہے ۔ قرآن و حدیث کی نصوص سے واقف ہونے، صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز اور ناسخ و منسوخ کی پہچان وغیرہ میں بھی سب علماء برابر نہیں ہوتے ۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو اہل توحید قبر پرستوں کو کافر سمجھتے ہیں، ان کے لئے یہ درست نہیں کہ اپنے ان اہل توحید بھائیوں کو کافر کہیں جو قبر پرستوں کو کافر قرار دینے میں تامل کرتے ہیں ۔ اصل میں ان کے سامنے یہ فتویٰ لگانے میں ایک شبہ ہے وہ یہ ہے کہ ان قبر پرستوں کو کافر قرار دینے سے پہلے ان پر حجت کرنا ضروری ہے بخلاف غیر مسلموں کے مثلاً یہودی ٗ عیسائی اور کمیونسٹ کہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور جو انہیں کافر نہیں سمجھتا اس کا کفر بھی واضح ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور دین کی سمجھ عطا فرمائے ۔ ہمیں اور انہیں نفس کے شر اور گناہوں کی شامت سے محفوظ رکھے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم بغیر علم کے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ نہ کہیں ۔ یہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس پر قادر ہے ۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیَّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة ۔ رکن : عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر : عبدالرزاق عفیفی، صدر عبدالعزیز بن باز

---

[1] صحیح مسلم حدیث نمبر : مستدرک حاکم ج : ۲، ص : ۳۴۲ مسند احمد ج : ۲، ص : ۳۱۷، ۳۵۰ ج : ۴، ص : ۳۹۸، ۳۹۶۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ

جلددوم- صفحہ 101

محدث فتویٰ